نئے سال کی مبارکباد، مالی قربانی اور وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ /جنوری ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰

(الحشر:۱۰)

پھر فرمایا:۔

اس آیت میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا آج کے خطبہ سے ایک گہرا تعلق ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں خطبہ کے اس مرکزی حصے کی طرف آؤں ابتدائی چند باتیں آج کے وقت سے تعلق رکھنے والی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

وقت تو ایک گزرتی ہوئی قدر ہے جس پہ کہیں ہاتھ نہیں رکھا جاسکتا کہیں انگلی اس پر ٹکائی نہیں جاسکتی۔ ماضی حال میں اور حال مستقبل میں مسلسل اس طرح بدلتے چلے جارہے ہیں کہ ان کے وقت کا کوئی حصہ بھی کسی لمحے، کسی لمحے کے کروڑویں حصے پہ بھی معین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ پیشتر اس سے کہ

آپ اسے کہیں معین کریں وہ وقت یا ماضی بن چکا ہوگا یا ابھی آیا ہی نہیں ہوگا، آپ کو انتظار کرنا پڑے گا اور جب آئے گا تو پیشتر اس کے کہ آپ کا ذہن اس کا تصور بھی کر سکے وہ ماضی میں گزر جاتا ہے اور ہم ہر اس چیز کو، گزرتے ہوئے وقت کو حال سمجھ رہے ہیں کیونکہ نہ ماضی سے ہمارا تعلق ہے درحقیقت، وہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے نہ مستقبل سے کوئی تعلق ہے کیونکہ اس کا ایک مبہم انتظار ہے اور جو ہے وہ ہمیں حال دکھائی دیتا ہے جو ہے ہی نہیں دراصل۔

عجیب خدا تعالیٰ نے اس کائنات کو ہمارے لئے بظاہر نہایت ہی زیادہ ٹھوس بھی بنایا اور سوچنے والوں کے لئے یہ پیغام بھی رکھ دیا کہ اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ صرف وقت کا مالک ہے جس کے نزدیک ماضی بھی ہے، حال بھی ہے، مستقبل بھی ہے اور اس کے سوا کوئی بھی مالک نہیں ہے لیکن اس کے باوجود انسان کچھ پیمانے گھڑ لیتا ہے اور وہ پیمانے بھی درحقیقت یہ کہنا چاہئے کہ اس کے اپنے گھڑے ہوئے نہیں ہیں۔ قدرت نے اس کی ذہنی سوچوں کو آسان کرنے کے لئے، حوالے دینے کے لئے اپنے زندگی کے لائحہ عمل کو مرتب کرنے کے لئے، وقت کو مختلف ادوار سے باندھ رکھا ہے اور ان ادوار کے حوالے سے انسان وقت کا ایک تصور قائم کر لیتا ہے۔ ساری کائنات میں ایک وقت نہیں ہے۔ ہر وقت کا تصور اللہ تعالیٰ نے کسی دور سے باندھ رکھا ہے۔ جیسے ہم چوبیس گھنٹے کا دن کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین گردش کر کے خاص اس مقام پر واپس آجائے جہاں سے کسی لمحے چلی تھی اور اس مقام کی تعیین کرنا چاہیں تو آپ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ایک مسلسل گزرتا ہوا وقت ہے لیکن جائزہ کے بعد یہ اندازہ ہو گیا کہ 23 گھنٹے کچھ منٹ یعنی 24 کے لگ بھگ چند سیکنڈ کم میں یہ زمین لازماً پھر وہاں پہنچے گی اس نسبت سے ہر وقت جب یہ زمین چکر لگاتی ہے تو ہمارا وقت کا پیمانہ 24 گھنٹے منتقل ہو جاتا ہے کم بیش اور جب سال کا چکر لگاتی ہے تو تین سو پینسٹھ دن میں سے چند سیکنڈ کم یہ چکر بنتا ہے ایک سال کا۔ اپنی ذات میں اس کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ ہزار دفعہ زمین گردش کر جائے اس سے انسان کو کیا فرق پڑتا ہے؟ ایک گردش کے بعد دوسری گردش کیوں بہتر ہو پہلی سے، اس کا جغرافیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ انسان ہے جس کو خدا تعالیٰ موقع دیتا ہے کہ ہر گردش میں اپنی حالت بدلے اور اپنے وقت کا اس دوران میں جو وقت اس کو ملا ہے اس کا ایسا استعمال کرے کہ جب دوبارہ اس کا سر وہاں ابھرے جہاں ڈوبا تھا، جہاں وہ نشان لگا چکا ہے کہ اس وقت میرا ایک دور پورا ہوگا تو

پہلے سے بہتر حالت میں اُبھرے۔اس کے سوا اس دورانی گردش کا اور کوئی بھی مفہوم نہیں۔

پس جو کچھ بدلتا ہے وہ انسان یا اس کا گردوپیش ہے۔وقت ایک بظاہر گھومتی ہوئی چیز ہے لیکن کچھ بھی نہیں ہے۔محض ایک تصور ہے۔جو چیز گھوم رہی ہے، جو چیز حرکت میں ہے، وہ اس پیمانے کے اندر پڑی ہوئی کوئی چیز ہے جو ڈھل رہی ہے مختلف شکلوں میں۔اگر وہ بہتر نہ ہو تو محض وقت کے گزرنے کا کچھ بھی پیغام نہیں کوئی بھی اس کا معنی نہیں۔لیکن انسان عجیب خود فراموش چیز ہے کہ حقیقت کو تو فراموش کر دیتا ہے جو اصلیت ہے اور وقت کے ظاہری پیمانے کو پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کے ساتھ اپنی خوشیاں وابستہ کر لیتا ہے۔

چنانچہ اب یہ جمعہ اس نئے سال کا جمعہ ہے جس میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔اس سے پہلے مغرب نے اپنی خوشیاں اس نئے سال کے دور سے اس طرح وابستہ کیں کہ اتنی شراب پی، اتنا غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا کہ سارے یورپین اور مغربی دوسرے ممالک میں پولیس کو کبھی بھی اتنا مصروف نہیں ہونا پڑا جتنا اس نئے سال کے آغاز میں مصروف ہونا پڑا۔مصیبت پڑی ہوئی تھی کس طرح ان لوگوں کو سنبھالیں اور اظہار یہ ہے کہ نیا سال چڑھا ہے خوشیوں کا وقت ہے، اس لئے ان خوشیوں کا اظہار گناہوں کے ذریعے کیا جائے، غیر ذمہ داری کے ذریعے کیا جائے۔اور کروڑ ہا کروڑ روپیہ، ڈالرز اور پاؤنڈز کی شکل میں ایک دوسرے کو مبارکباد کے پیغام دینے پر خرچ ہوا۔سوال یہ ہے کس چیز کی مبارک باد ہے؟ وقت کے پہیہ گھومنے میں تو تمہارا ایک ذرے کا بھی دخل نہیں۔کس کوشش کس محنت سے یہ پھنسا ہوا پہیہ تم نے نکالا تھا کہ اب اسے دوبارہ چلانے کی خوشی میں تم ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے ہو۔کیا واقعہ گزرا ہے جس کے نتیجے میں مبارکباد کا انسان مستحق ہوا ہے۔اس لئے اس سے پہلو سے اگر آپ اس رسم کا جائزہ لیں تو بالکل بے معنی اور کھوکھلی رسم ہے اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔

لیکن مومن کے اوپر بھی یہ دور آتا ہے مومن بھی ہر دفعہ اس دور کے ایک خاص مقام پہ سے گزرتا ہے جہاں وقت کے لحاظ سے اس نے ایک نشان لگا رکھا ہے کہ یہ 1946ء کا نشان ہے یہ 47ء کا یہ 48ء کا یہ 49ء کا یہ 50ء کا اور اس طرح یہ نشان آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔اس کے

دل میں بھی خیال آتا ہے کہ میں بھی مبارک باد دوں، وہ بھی خوشیوں کا اظہار کرتا ہے۔لیکن اگر وہ حقیقی طور پر عارف ہے تو اس خوشی کے اظہار کی اس کو قیمت دینی پڑے گی اور بے قیمت اور بے مقصد اور بے وجہ اس کی خوشی کا اظہار اس پر پھبتا نہیں، اس کے لئے جائز نہیں کیونکہ ایک مومن کا ردّ عمل ایک کافر کے ردّ عمل سے بالکل مختلف ہونا چاہئے، معنی خیز ہونا چاہئے، کوئی زندگی کا اس کا حصہ لغو میں شمار نہیں ہونا چاہئے۔تو مبارک باد تو دینے کا مومن کا بھی دل چاہتا ہے، اس کا حق بھی ہے بلکہ اگر غور کریں تو صرف اسی کا حق ہے۔لیکن اس مبارکباد کی کچھ اس کو قیمت دینی ہوگی۔مبارک باد ان معنوں میں وہ دے سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے ذمے جو دنیا کے حالات بدلنے کی اہم ذمہ داری ڈالی ہے، **میں مبارک باد تمہیں دیتا ہوں اے میرے بھائیوں! میری بہنو! میری بیویو! میرے بچو! میرے بڑو اور میرے چھوٹو اے مسلمانو! اور غیر مسلمو! میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ میں ایک نئے عزم کے ساتھ اس سال میں داخل ہو رہا ہوں کہ مجھ سے تم تک بھلائی پہلے سے زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ پھوٹے گی، پھوٹ کر پہنچے گی اور میں بالارادہ کوشش یہ کروں گا کہ میرا فیض نسبتاً زیادہ عام ہو، اس میں پہلے سے زیادہ قوت ہو اور اس میں کم تعصّبات پائے جائیں۔** میں پہلے سے بڑھ کر کوشش کروں گا کہ سب سے بڑا فیض رسان وجود یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فیض جس طرح ہر خاص و عام کے لئے عام تھا، ہر شرق و غرب میں بسنے والے کے لئے عام تھا، انسانوں کے لئے بھی تھا اور جانوروں کے لئے بھی تھا، جانداروں کے لئے بھی تھا اور بے جانوں کے لئے بھی تھا۔اسی طرح میں بھی اپنے فیض کو ہر اس سمت میں آگے بڑھانے کی کوشش کروں گا جس سمت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا فیض موجیں مارتا ہوا بڑھتا رہا۔یہ عہد لے کر جب ایک مومن ایک وقت کے نئے دور میں داخل ہوتا ہے تو اس کا حق ہے کہ وہ دوسروں کو مبارک باد دے اور وہ مستحق ہے کہ اسے مبارکباد دی جائے کیونکہ اس کے اوپر قرآن کریم کی اس آیت کا بھی اطلاق ہو گا:۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ (الضحیٰ:۵) خدا اس سے مخاطب کر کے، اس کی تقدیر اس کو

مخاطب کر کے کہے گی کہ تم نے میرے اس بندے کی متابعت کی ہے، میرے اس بندے کی پیروی کی ہے، جس کے متعلق میرا یہ اعلان ہے وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى کہ تیرا ہر آنے والا لمحہ ہر گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ پس اسی کی پیروی کے صدقے ہم تجھ سے بھی وعدہ کرتے ہیں کہ تیرا بھی ہر آنے والا لمحہ تیرے ہر گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔

پس ان معنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے اور یہ امید رکھتے ہوئے کہ وہ میرے نیک ارادوں کو عمل میں ڈھالنے کی مجھے توفیق بخشے گا اور آپ کے نیک ارادوں کو عمل میں ڈھالنے کی آپ کو توفیق بخشے گا۔ میں آپ کو یعنی ساری جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں **تمام بنی نوع انسان کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس یقین دہانی کے ساتھ کہ ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ ہمارا فیض تم تک پہلے سے زیادہ سمتوں سے، زیادہ بھرپور طور پر پہنچتا رہے۔ اللہ کرے ہمیں اس عہد کو نبھانے کی توفیق** ملے اور ہمارا یہ سال اس طرح ختم ہو کہ گزرتا ہوا وقت ہمیں مبارکباد دے رہا ہو کہ تم نے اپنے مبارک عہد کو خوب نبھایا۔

دوسرا حصہ اس مضمون کا اس آیت کریمہ سے تعلق رکھتا ہے جس کی میں نے ابھی تلاوت کی تھی۔ اس میں مومنوں کی بعض صفات بیان کی گئیں ہیں اور جہاں تک مفسرین کا تعلق ہے وہ اس ضمن میں ایک مدینہ میں ہونے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ اس آیت کی شان نزول وہ واقعہ ہے۔ وہ واقعہ بہت خوبصورت، بڑا دلکش ہے، بہت اثر پذیر ہے۔ **لیکن قرآن کریم کی کسی آیت کا تعلق ماضی کے کسی واقعہ سے اس طرح باندھا نہیں جاسکتا کہ یہ آیت ماضی کی ہو کر رہ جائے۔ یہ بھی وقت کی طرح ایسا جاری مضمون ہے قرآن کریم کا کہ ہمیشہ کسی ایک لمحہ بھی، ایک لمحے کے کروڑویں حصہ میں بھی اس کے کسی مضمون کو اس طرح قرار نہیں آتا کہ وہاں ٹھہر جائے۔** وقت کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا مضمون ہر جہت میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہر نئی صورت حال پر نئے رنگ میں اثر انداز بھی ہوتا جاتا ہے اور اس پر اطلاق بھی پاتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے جب بھی شان نزول کا کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اس سے یہ مراد نہیں لینی چاہئے کہ صرف اس واقعہ کی خاطر یہ آیت نازل ہوئی تھی بلکہ مراد یہ

ہے کہ قرآن کریم نے نازل ہونا تھا بہر حال، اس کے نزول میں بھی ایک عجیب شان ہے کہ برمحل نزول ہوا ہے۔ قرآن کریم کے دور میں جب بھی کوئی ایسا واقعہ نمودار ہوا جس کے ساتھ کوئی آیت قریب تر تعلق رکھتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول اس وقت کے لئے اُٹھا رکھا جب وہ واقعہ رونما ہوا اور اس کے ساتھ اس کا تعلق باندھ دیا تا کہ اس کے نزول کے ساتھ ساتھ اس کی تفہیم بھی ہوتی رہے کہ کس قسم کے مضامین ہیں جن کا ان آیات سے تعلق ہے۔ پس شان نزول سے صرف اتنی مراد ہے۔

وہ جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس ایسے مہمان پہنچے جن کو ٹھہرانے کے لئے آنحضور ﷺ کے پاس کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔ آپؐ نے اس پر اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے مہمانوں کو اپنے گھر لے جائے۔ وہ بڑی غربت کا دور تھا اور اس آیت کریمہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ وہ دن خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں پر انتہائی غربت کے تھے۔ اس وقت انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں حاضر ہوں۔ آپؐ کا مہمان میرا مہمان ہے، میں اپنے گھر لے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کو اِس بات کی اجازت دی۔ لیکن اس واقعہ کو بقیہ حصہ بیان کرنے سے پہلے مجھے یاد آیا کہ اس آیت کا ترجمہ کر دینا چاہئے کیونکہ ہمارے بہت سے نوجوان ایسے ہوں گے جن کو اس کا ترجمہ نہ آتا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

یعنی انصار جو مدینے کے بسنے والے ہیں یہ مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی ان گھروں میں بستے تھے، مدینہ کو آباد رکھے ہوئے تھے اور ان کے پہنچنے سے پہلے ہی یہ ایمان بھی قبول کر چکے تھے چنانچہ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ جو لوگ بھی ہجرت کر کے ان کی طرف آتے تھے ان سے گھبراتے نہیں تھے بلکہ بہت محبت کرتے تھے۔ ان کے گھر تھے جن کو باہر سے آنے والوں نے آباد ان معنوں میں کرنا تھا کہ ان کے گھر سے حصہ پانا تھا ان کے اموال میں شریک ہونا تھا۔ ان کے اوپر دنیا کے لحاظ سے، دنیا کی زبان میں ایک بوجھ بننا تھا مگر یہ ایسے عجیب لوگ ہیں کہ ان کے آنے سے ان کے دل میں تنگی محسوس نہیں ہوئی بلکہ آنے والوں سے بہت ہی محبت کرتے تھے

وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا اور اللہ اور اس کے رسول جو کچھ بھی ان آنے والے کو دیتے تھے خدا تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے اموال میں سے، اس پر ان کے دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہیں ہوتی تھی کہ ہم خرچ کر رہے ہیں، ہم قربانیاں کر رہے ہیں، جب اللہ تعالیٰ غنیمت کا مال عطا کرتا ہے تو یہ مہاجرین کو دے دیتے ہیں اور انصار جن پر ان کا بے حد قرضہ ہو چکا ہے، جو اپنے اموال میں شریک کر کے ان کے سارے بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی خیال، کوئی وہمہ بھی ان کے دل میں نہیں آتا تھا بلکہ وہ خوشی محسوس کرتے تھے کہ ہمارے محبوبوں کو خدا تعالیٰ کچھ اور عطا فرما رہا ہے۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب ان کو کچھ دیا جاتا تھا تو اس کے لئے کچھ حاجت محسوس نہیں کرتے تھے، یعنی ان کی نظر میں کوئی حرص نہیں تھی، کوئی لالچ نہیں تھی۔ یہ نہیں تھا کہ اپنے جذبے دبا کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ منہ سے تو نہیں مانگتے لیکن دل میں بے قرار تمنّا ہے کہ کسی طرح ہمیں بھی کچھ مل جائے بلکہ ملتا تھا بھی تب بھی اپنے آپ میں کوئی ایسی رغبت محسوس نہیں کرتے تھے کہ گویا تمنّا کے بعد کوئی چیز ملی ہے۔ مگر انکار بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں سے ایک تنکا بھی کسی کو ملتا تھا تو وہ اپنی عزت افزائی سمجھتا تھا۔

پھر فرماتا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یہ عجیب لوگ ہیں کہ جن کے اندر یہ ایثار کی حسین عادتیں، یہ دلکش اطوار اس لئے نہیں ہیں کہ یہ بہت امیر ہیں۔ امارت کی وجہ سے، اموال کی کثرت کی وجہ سے ان کو ضرورت، فرق کوئی نہیں پڑتا۔ فرمایا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یہ اپنے نفسوں پر اللہ کی راہ میں آنے والوں کو، اور دوسروں کی ضروریات کو اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں باوجود اس کے خود سخت تنگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یعنی ان میں ایسے بھی ہیں جو خود شدید غربت کا شکار ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے اوپر اسلام کی ضرورتوں کو ترجیح دے رہے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں لذت پا رہے ہیں وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ شخص یا وہ لوگ جن کو دل کے بخل سے بچالیا گیا ہے، جن کے دل کو خدا نے کشادگی عطا فرمادی ہے فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

اب یہ واقعہ ہے جو میں بیان کر رہا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس واقعہ کی تحسین میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا۔ وہ انصاری جو مہمان کو گھر لے گئے، اس آیت کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے اگرچہ روایت میں درج نہیں کہ کوئی نئے مہاجر آئیں ہونگے کیونکہ اس کا انصار اور مہاجر سے خاص تعلق ہے۔ بہر حال جو بھی وہ تھے مہمان، آنحضورﷺ نے ان کو اپنے ایک نہایت ہی عاشق غلام کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ کھانا تو صرف اتنا ہی ہے جتنا تمہارے لئے اور میرے لئے اور بچوں کے لئے مشکل سے پورا آسکتا ہے بلکہ اتنا بھی نہیں ہے۔ ہم تو گزارہ کر لیتے مگر میں ایک بہت ہی معزز مہمان لے کے آیا ہوں جو اللہ اور رسول کا مہمان ہے۔ اس لئے میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح بھی ہو سکے بچوں کو لوریاں دے کر سلا دو اور جب ہم کھانے پر بیٹھیں تو تم پلّا مار کے دیا بجھا دینا پھر ہم منہ سے ایسی آوازیں نکالیں گے کہ جس طرح کوئی کھا رہا ہوتا ہے اور مہمان اس اطمینان سے کہ میرے میزبان بھی ساتھ کھا رہے ہیں خوب پیٹ بھر کے کھانا کھائے گا اور صرف اسی کو کافی ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جس وقت یہ واقعہ گزر رہا تھا اس وقت حضرت اقدس محمدﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر دی اور یہ آیت کریمہ اس واقعہ کی شان میں نازل فرمائی۔ صبح نماز کے وقت آنحضرتﷺ نے یہ اعلان کیا کہ رات اس مدینہ میں ایک ایسا حسین واقعہ گزرا ہے، ایک ایسا دلکش واقعہ گزرا ہے کہ آسمان پر خدا ہنس رہا تھا اس واقعہ کو دیکھ کر اور خدا لذت پا رہا تھا اس واقعہ سے۔ (بخاری کتاب المناقب حدیث نمبر: ۳۵۱۴)

عجیب واقعہ ہے کہ وہ کھانا کہ جس کی لذت سے وہ محروم تھے جو کھانا پیش کر رہے تھے، اس کی لذت آسمان پر خدا محسوس کر رہا تھا۔ وہ روحانی لذت جو انکو محسوس ہوئی یہ اسی لذت کی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہی انہوں نے کیا اور مہمان نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور اپنی طرف سے، اس اندھیرے میں جس میں مہمان بھی ان کو نہیں دیکھ رہا تھا، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم پوری طرح دنیا کی ہر دوسری چیز کی نظر سے غائب ہیں، اوجھل ہیں اور اللہ تعالیٰ اس چیز کو دیکھ بھی رہا تھا، اس چیز سے لطف

بھی اُٹھا رہا تھا۔ یہ دیکھ رہا تھا اس چیز سے لطف اُٹھا رہا تھا کہ میرے بندے محمد ﷺ نے ان عربوں کو کس قعرِ مذلت سے اُٹھا کر کس شان کے آسمان تک بلند کر دیا ہے، کہاں پہنچا دیا ہے ان کو پھر اس واقعہ کی خبر بھی وہ دے رہا تھا۔ تو ستّاری کا معاملہ بھی خدا کا عجیب ہے۔ اپنے پیاروں کی ان کی کمزوریوں اور گناہوں میں ستّاری فرماتا ہے اور جس چیز کو وہ چھپا رہے ہیں، جن نیکیوں کو وہ ڈھانپ رہے ہیں کہ دنیا کی نظر میں نہ آجائیں بعض دفعہ خود ان کی تشہیر فرما دیتا ہے، خود ساری دنیا کو ان سے مطلع کر دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جس دور سے گزر رہی ہے اس پر بھی قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کا عجیب شان سے اطلاق ہو رہا ہے۔ انتہائی تکلیفوں کے دور میں بھی، انتہائی مشکلات کے دور میں بھی، خدا کی راہ میں قربانی دینے میں اس جماعت کا قدم نہ صرف یہ کہ آگے بڑھ رہا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان علاقوں میں آگے بڑھ رہا ہے جہاں مصائب اور مشکلات نہیں ہیں بلکہ ان علاقوں میں آگے بڑھ رہا ہے جہاں حد سے زیادہ مصائب اور مشکلات ہیں۔ کوئی ایک بھی پہلو ایسا نہیں ہے خدا کی راہ میں قربانی کرنے کا جس میں پاکستان کی جماعتیں ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے ہٹی ہوں۔ ہر نیکی کے میدان میں خدا کے فضل سے وہ آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

آج میں وقف جدید کے سالِ نو کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس سال میں بھی خدا کے فضل سے ساری جماعت کو، ساری عالمگیر جماعت کو جہاں دیگر مالی اور جسمانی اور روحانی قربانیوں میں آگے قدم بڑھانے کی توفیق ملی وہاں وقف جدید میں بھی خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ہر جہت سے جماعت نے اللہ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی ترقی کی ہے اور وقف جدید کی جو اجتماعی رپورٹ ناظم صاحب وقف جدید مکرم اللہ بخش صاحب صادق نے بھجوائی ہے اس کی رُو سے گزشتہ سال سارے سال کی کل وصولی چودہ لاکھ ستاسی ہزار روپے تھی اور امسال تاریخِ رپورٹ تک جس کے بعد بھی لاکھوں روپیہ وصول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اٹھارہ لاکھ ستر ہزار روپے وصولی ہو چکی تھی یعنی گزشتہ سال کے مقابلے پر تین لاکھ تراسی ہزار روپے۔ اور اس میں جو خوش کن پہلو ہے جو میں نے تفصیلی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد معلوم کیا وہ یہ تھا کہ بعض ایسے علاقے جہاں جماعت احمدیہ

کو خاص طور پر انتہائی تکلیفوں اور مصیبتوں کا نشانہ بنایا گیا وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف گزشتہ سال کی نسبت ہر چندے میں ترقی ہوئی اور وقف جدید کے چندے میں بھی بلکہ بعض ایسی جگہوں میں باقی سب جماعتوں سے زیادہ ترقی ہوئی۔ مثلاً کوئٹہ ہے۔ کوئٹہ گزشتہ سال بڑے بھاری ابتلاء میں سے گزرا ہے اور اس کی مسجد بھی منہدم کر دی گئی اور ہر طرح سے جماعت کو وہاں تکلیفیں پہنچائی گئیں اور ابھی بھی وہ سردیوں میں بڑی مشکل کے ساتھ کہیں اجتماع کرتے ہیں جمعہ کا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اسی کے انعام کے طور پر، اس ابتلاء کے فیض کے طور پر اللہ تعالیٰ نے کوئٹہ کو گزشتہ سال سے کئی گنا زیادہ مالی قربانی میں آگے قدم بڑھانے کی توفیق بخشی۔ اسی طرح دیگر جماعتیں ہیں جن کی تفصیل لمبی ہے ان پر میں نے نشان لگائے ہیں دیکھنے کے لئے کہ جہاں جہاں ابتلاء آئے ہیں وہاں کیا حال ہے۔ تو میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ خدا کے فضل کے ساتھ جہاں جہاں ابتلاء آئے ہیں وہاں اللہ کے فضل سے نہ صرف قدم آگے بڑھا ہے بلکہ بعض جگہ کئی گنا آگے بڑھا ہے۔

کوئٹہ کی میں نے مثال آپ کے سامنے رکھی ہے۔ ساہیوال کی اب رکھتا ہوں۔ ساہیوال میں وقف جدید کا چندہ تین ہزار آٹھ سو پچھتر روپے تھا سارے سال کا اس سے پچھلے سال اور ابتلاء کے بعد دس ہزار ایک سو ننانوے ہو گیا اور اسی طرح اطفال میں بھی خدا کے فضل کے سے یہاں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ کوئٹہ میں تیرہ (۱۳) ہزار سے بڑھ کر تئیس (۲۳) ہزار ہو گیا یعنی تقریباً دگنا اور باقی سب لمبی تفصیل ہے لیکن اگر دگنا نہیں ہوا تو بہر حال پہلے سے بڑھا ہے خاص طور پر ایسے علاقوں میں جہاں مالی تنگی بھی بہت دی گئی۔ جہاں تجارتوں کو نقصان پہنچا اور بظاہر یہ خطرہ تھا کہ ان سب جگہوں میں مجبور ہو کر احمدی اپنے چندوں میں کمی کریں گے لیکن حیرت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے اندر جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے کا جذبہ تھا وہ پہلے سے کئی گنا زیادہ قوت پکڑ گیا اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس قربانی کے پیچھے انہوں نے اپنی کیا کیا ذاتی ضروریات نظر انداز کی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اپنے بچوں پر خرچ کرنے میں کیا تنگی کی، اپنے گھر پر خرچ کرنے میں کیا تنگی کی، اپنے رہن سہن کے معیار کو کس حد تک گرایا مگر عمومی نظر سے یہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ بہت سی جماعتوں کے حالات میں جانتا ہوں، اس ایک دو سال کے اندر ان کے مالی ذرائع غیر معمولی طور پر آگے نہیں

بڑھے اور جو تجارت پیشہ احمدی ہیں ان کی اطلاعات سے یہی پتا چلتا ہے کہ ان جگہوں میں سے بہت سی جگہوں پر بڑی کثرت کے ساتھ منظّم طریق پر ان کے بائیکاٹ بھی کئے گئے ہیں اور وہاں سے جو دعاؤں کے خط آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے ہونہار طالب علموں کو بھی یعنی جنہوں نے تعلیم سے فراغت حاصل کی ہے بڑی نمایاں کامیابی کے ساتھ، ان کو بھی نوکریوں سے محروم کیا گیا ان جگہوں میں ۔ بعض لوگ جو اچھی ملازمتوں پر تھے ان کو فارغ کیا گیا، جن کو ترقیات ملنی چاہئے تھیں ترقیات دینے کی بجائے ان کی تنزلی کی گئی ان کو نیچے اُتار دیا گیا پہلے مقام سے بھی ۔ کئی قسم کی مصیبتیں، مشکلات ایسی ہیں جن کا براہِ راست اقتصادی اثر پڑا ہے ان جماعتوں پر ۔ اس لئے میں نے جب یہ جائزہ لیا تو خصوصیت سے اسی خیال سے جائزہ لیا کہ ان کے چندے کم ہوئے ہوں گے، ان میں کچھ کمزوری کے آثار ایسے ظاہر ہوں گے ۔ نظر پڑے گی تو ان کے لئے دعا کی توفیق ملے گی کہ اے خدا! ان کی مجبوریاں دور فرما دے تا کہ کھل کر تیری راہ میں یہ آگے بڑھ کر قدم اُٹھائیں اور آگے سے زیادہ قربانیاں دیں لیکن میرے دل کا عجیب حال ہوا جب میں نے دیکھا کہ قربانیوں کے معاملے میں یہ تو میری دعاؤں کے محتاج نہیں ۔ ان کی قربانیاں دعائیں اور رنگ میں مانگ رہی ہیں، تحسین کے رنگ میں، شکر کے رنگ میں، **خدا کی حمد بیان کرنے کی طرف توجہ دلا رہی ہیں اور یہ کہہ رہی ہیں تم پر حق ہے یہ ان کا، خوب ان کے لئے دعائیں کرو، یہ خدا کے وہ بندے ہیں جن کو محمد مصطفی ﷺ کے سوا دنیا کا کوئی سردار نہیں تیار کر سکتا تھا ۔ اِنہوں نے اپنے اخلاق سے، اپنے اطوار سے، اپنی قربانیوں سے ثابت کر دیا ہے کہ محمد ﷺ کے سوا کسی کو یہ آقا نہیں مانتے اسی کے غلام ہے، اسی کے گھڑے ہوئے یہ** جو ہر ہیں جو خدا کے فضل سے دن بدن اور زیادہ صیقل ہوتے جا رہے ہیں ۔ پس اس لحاظ سے جہاں میرے دل میں ان کے لئے دعاؤں کی تحریک پیدا ہوئی وہاں میں باقی دنیا کی جماعتوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنے ان پیارے مظلوم بھائیوں کو بہت دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ بڑے بہادر جوان ہیں، خدا کی راہ کے شیر ہیں ۔ انتہائی خوفناک مظالم کا شکار ہونے کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی بلکہ ان کا عزم اور زیادہ سر بلند ہوا ہے اور زیادہ مستقل مزاجی کے ساتھ گہرے عزم کے ساتھ، پختہ ارادوں کے ساتھ یہ خدا کی راہ میں قربانیاں کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں ۔

اس لئے آپ جو نسبتاً آسان زندگی گزار رہے ہیں یعنی باہر بسنے والے احمدی، ان پر فرض ہے کہ ان کو خاص طور پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور محبت بھری دعاؤں میں یاد رکھیں، دل کی گہرائیوں سے اُٹھنے والی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جہاں تک باقی دنیا کی جماعت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی یہی منظر دکھائی دے رہا ہے اور کوئی بھی ایسی دنیا کی جماعت نہیں ہے جہاں کسی بھی چندے کے لحاظ سے کسی قسم کی کمزوری آئی ہو بلکہ بعض جگہ چند سالوں کے اندر مجموعی چندہ کئی گنا بڑھ چکا ہے۔

جب سے میں انگلستان آیا ہوں یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے انگلستان کی جماعت کو انصار کے بعض رنگ دکھانے کی توفیق بخشی ہے اور وہ اگر آپ چھپ کے بھی کر رہے ہوں خدمات، رات کے اندھیروں میں بھی کر رہے ہوں، تو جس خدا نے اس گھر میں ہونے والے واقعہ پر نظر فرمائی تھی، اُسکی نظر سے آپ کی نیکیاں بھی اوجھل نہیں اور وہ ان انصار کی نیکیوں کو بھی بڑی محبت اور پیار کی نظر سے نوازتا چلا جا رہا ہے اور اس کے کئی نیک اثرات اپنے گرد و پیش میں اپنے ماحول میں، اپنے گھروں میں، اپنے بچوں کی نیکیوں میں، ان کے دل میں زیادہ سے زیادہ دین کی محبت پیدا ہونے کے نتیجے میں آپ کو نظر آ رہے ہوں گے۔ جہاں تک مالی قربانی کا پیمانہ ہے اس پیمانے کے ذریعے اگر جانچا جائے تو جماعت انگلستان اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی دوسری جماعت سے دنیا میں پیچھے نہیں ہے بلکہ بہت سی چیزوں میں خدا کے فضل سے ساری دنیا کے لئے نمونہ بن رہی ہے۔ وقت کی مسلسل قربانی کے لحاظ سے بھی اور اموال کی قربانی میں بھی آگے قدم بڑھانے کے لحاظ سے ماشاء اللہ انگلستان کو غیر معمولی توفیق مل رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ صرف روحانی نہیں بلکہ دنیاوی فضل بھی آپ پر بہت فرمائے گا۔

تحریک جدید کا جو گزشتہ سال کا وعدہ تھا اس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے بڑھ کر جماعت کو توفیق ملی۔ پچھلے سال میں نے وقف جدید کو بھی عالمگیر تحریک کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس کا بہت ہی جماعت کو فائدہ پہنچایا بلکہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلط تھا دل پر جس کے نتیجے میں اس تحریک کو عالمگیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ضرورت سے بڑھ کر ایک دل میں ایک خواہش اٹھی بڑی زور سے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اسے عالمگیر کیا جائے کیونکہ اس کے

بعد جب میری نظر پڑی ہندوستان کے حالات پر تو شدھی کی وجہ سے جماعت کو وہاں بہت روپے کی ضرورت تھی اور ہندوستان کی جماعتوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر وہاں شدھی کی طرف توجہ کر سکیں اور اس کے علاوہ بھی تبلیغ کے جو میدان کھل رہے ہیں ہندوستان میں وہ غیر معمولی ہیں۔ نئی نئی قوموں میں، نئے نئے علاقوں میں بڑے بڑے دروازے کھل رہے ہیں خدا کے فضل سے ترقیات کے اور جو سوئی ہوئی جماعتیں تھیں وہ جاگ اٹھی ہیں، ان کے اندر نئے ارادے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس پہلو سے ہندوستان ذہن میں تھا لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ اتنی شدت سے شدھی کے سلسلے میں ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کی جماعتوں کو نمایاں طور پر وقف جدید میں حصہ لینے کا موقع ملا اور انگلستان کی جماعت نے بھی ماشاء اللہ دس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کیا جس میں سے اس وقت تک چھ ہزار سات سو وصول ہو چکا ہے باقی امید ہے انشاء اللہ آئندہ مہینے کے اندر اندر یعنی اسی ماہ کے اندر اندر وصول ہو جائے گا اور آئندہ سال کے لئے امیر صاحب انگلستان نے اس وعدے کو بڑھا کر گیارہ ہزار پاؤنڈ کر دیا ہے۔ یہ انگلستان کے پہلے سال کا وعدہ ہی اتنا ہے جو وقف جدید کے آغاز کے وقت دو تین سال تک نہیں ہو سکا تھا یعنی پاکستانی روپوں میں اگر اس کو تبدیل کریں تو دو لاکھ پچاس ہزار کے قریب وعدہ بنتا ہے اور وقف جدید میں پہلے سال سے پہلے دن سے ہی میں منسلک رہا ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ شروع کے دو تین سال تک ہم دو لاکھ سے اوپر نہیں پہنچے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ ضرورتیں بڑھا رہا ہے وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی طاقتیں بھی بڑھاتا چلا جا رہا ہے، اس کا ظرف بڑھاتا چلا جا رہا ہے، اس کے دل کھولتا چلا جا رہا ہے اور کسی مقام پر بھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خطرہ محسوس نہیں ہوا کہ کام آپڑا ہے اور روپیہ نہیں ہے۔ ایسی والہانہ محبت کے ساتھ خدا کی راہ میں جماعت خرچ کرتی ہے کہ بے مثل ہے اس وقت یہ، کوئی شک نہیں ہے اس میں، کوئی دنیا میں جماعت ایسی نہیں ہے جو پاسنگ کو بھی پہنچ سکے جماعت احمدیہ کے خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے میں اور اس کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے بڑے لمبے عرصے تک محنت کی ہے اس محنت کو بھی بھلانا نہیں چاہئے۔ آج ہمارے دل کھلے ہیں، آج ہمارے ہاتھ آزاد ہوئے ہیں اپنے بندشوں سے اور کھل کر بڑی قوت کے ساتھ اپنی جیبیں خالی کرتے ہیں خدا کی راہ میں جوش کے ساتھ۔ تو یہ چیز اچانک پیدا نہیں ہوئی۔ ایک لمبے عرصے باون سال تک حضرت مصلح موعودؓ نے اس معاملے میں

جماعت پر محنت کی ہے، بے انتہاء ایسے خطبات دیئے ، ایسی تقاریر کیں، ایسے نقطے قرآن کریم کے بیان فرمائے، ایسی ذاتی مثالیں قائم کیں قربانیوں کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے فضل کے ساتھ آہستہ آہستہ جماعت کو ایک بہت ہی بلند مقام عطا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقام پر جماعت کو قائم رکھے لمبے عرصے تک اور اس روپے کی حفاظت کرنے والے متقی فرمانبردار کارکن عطا کرتا رہے مجھے تو یہ فکر لگی رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی فکر تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جب کشفی نظاروں میں بتایا کہ بے انتہاء اموال ہیں جو خدا تعالیٰ جماعت کے قدموں میں ڈالے گا۔ تو آپ کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ کاش! ان اموال کو سنبھالنے والے متقی ، نیک دل لوگ مالوں سے مستغنی خدا کی راہ میں خود بڑھ کر قربانی کرنے والے انکے امین مجھے ساتھ ملیں جو ان اموال کی حفاظت کریں۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ: ۳۱۹)

تو اب تو یہ دور آرہا ہے خدا کے فضل سے ان وعدوں کے پورا ہونے کا اور پھر امانت کے لئے دعا کرنے کا، تقویٰ کے لئے دعا کرنے کا۔ تقویٰ سے ہی روپیہ پھوٹتا ہے اس میں کوئی شک نہیں، لیکن جب پھوٹتا ہے تو بعض لوگوں کے تقویٰ کو ڈگمگا بھی دیتا ہے، ان کے لئے ابتلاء بھی بن جاتا ہے مگر خدا نہ کرے ایسے کسی دور میں جماعت داخل ہو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ نہیں ہوگی لیکن دعا ضرور کرنی چاہیئے۔ آج ہی سے دعا شروع کرنی چاہیئے، آج کے لئے بھی، کل کے لئے بھی اور پرسوں کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں دل اتنے کھول دیئے ہیں، ظرف بڑھا دیئے ہیں، برکتیں دے رہا ہے اموال میں، ضرورتیں پوری فرما رہا ہے تو وہاں پھر اپنے فضل اور رحم کے ساتھ امین، خدا کا تقویٰ رکھنے والے، خدا کی راہ میں پیسہ پیسہ مناسب جگہوں پر خرچ کرنے والے متقی خادم دین بھی عطا فرماتا رہے۔

وقف جدید کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے ایسے خادم دین میسر ہیں جو نہایت قربانی کے ساتھ، بے نفسی کے ساتھ، بڑے مشکل حالات میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں اور سارے پاکستان میں بڑی غریبانہ زندگی بسر کرتے ہوئے، بغیر شکوہ زبان پر لائے ہوئے دیہاتی جماعتوں کی حالت سدھارنے میں مصروف ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں کے علاقے میں انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس سال کی جو رپورٹ ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب فاقہ کشی تھی اس علاقے میں تو جماعت کی طرف سے بہت خدمت کی گئی ہے ہندوؤں کی بھی اور نومسلموں کی خاص طور پر مگر

غربت کے بعض ایسے دور وہاں آئے ہیں قحط کے کہ جن میں پھر جماعت نے فرق نہیں کیا کبھی ہندو اور مسلمان میں۔ خدا کے بندوں کو ایسے موقعوں پر پھر ایک ہی نظر سے دیکھنا پڑتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کو یہ توفیق ملی کہ ان کی بھوک کی شدت کو کم کیا، ان کو زندہ رکھنے کے لئے کم سے کم زندگی کا گزارہ مہیا کیا۔ اگرچہ پوری طرح پیٹ بھرنے کی استطاعت ہی نہیں تھی جماعت میں لیکن ان کی مدد کی ان کو وقت کے او پر وقف جدید کے کارکنان نے ایسی جماعتوں میں پہنچا دیا سندھ کے آباد علاقوں میں، جہاں خدا کے فضل سے ان کے لئے دیکھنے والے، ان کا خورد ونوش کا انتظام کرنے والے بھی اور ذریعہ روزگار مہیا کرنے والے لوگ بھی موجود تھے اور جماعتوں نے وقت پر ان کو سنبھالا یہ بھی بڑی خدمت ہے۔

اس دفعہ کی رپورٹوں سے پتا چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی نقالی میں جماعت مودودی بھی اس میدان میں کودی ہے اور ظاہر بات ہے ان کو روپیہ کہیں سے ملا ہو گا تو انہوں نے اس میدان میں قدم رکھا ہے ورنہ بغیر روپیہ ٹپکے ہوئے تو وہ اس میدان میں نہیں ٹپکا کرتے اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے یہ روپیہ عموماً امریکہ کا ہوتا ہے۔ پہلے ایک دفعہ سکیم PL80 چلی تھی پاکستان میں کہ امریکہ پاکستان کو گندم کی امداد دے گا اور اس کی آمد امریکہ باہر نہیں لے کر جائے گا بلکہ پاکستان میں خرچ کرے گا۔ ان دنوں میں انہوں نے عیسائیوں کے ذریعے، عیسائی مشنریز کے ذریعے ان ہی علاقوں میں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں بہت روپیہ تقسیم کرایا تھا، بہت خوراک پھینکی تھی اور اس ذریعے سے ان کو عیسائی بنانے کی کوشش کی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کو خدا نے یہ توفیق بخشی کہ ان کی ساری تحریک کو بالکل ناکام بنا کر رکھ دیا اور ایک آنہ بھی خیرات کا ان کو نہیں دیا، یعنی بغیر پیسے کے پیسے والوں سے مقابلہ کیا اور ان کے ایمان کو بچایا، عیسائی ہونے کی بجائے ان کو مسلمان بننے کی توفیق خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی اور وقف جدید کو اس خدمت کا موقع دیا۔ تو اب وہاں غالباً وہی روپیہ، میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن جو حالات نظر آرہے ہیں، امریکہ جس طرح ان جگہوں پر روپیہ خرچ کرتا ہے ہمیشہ سے وہ مودودی جماعت کے ذریعے تقسیم ہوا ہو گا اگر امریکہ نے نہیں دیا تو زکوۃ میں سے کچھ ملا ہو گا ان کو۔ بہر حال جو بھی ہے انفرادی مالی قربانی کا اس میں دخل نہیں ہے۔ کہیں سے روپیہ آتا ہے وہ خرچ کرنے کے لئے ایسے لوگ آمادہ ہوتے ہیں جن کو اس میں حصہ بھی ملتا ہے،

جس میں ان کو کئی قسم کی سہولتیں مہیا ہوتی ہیں۔ بہر حال وقف جدید کی رپورٹ تھی کہ وہ بھی میدان میں کود ے ہیں اور انہوں نے بھی اس دفعہ قحط کے زمانے میں خرچ کیا ہے۔

جہاں تک اس بات کی فی ذاتہٖ نیکی کا تعلق ہے اس میں جماعت احمدیہ کو ان سے کوئی حسد نہیں ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کی شدید ترین دشمن جماعتیں بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کوئی نیک کام کریں تو بڑی اچھی بات ہے اور نیک کام ان کو کرنا چاہئے ۔ جو ہمیں توفیق نہیں ہے وہ ان کو مل جاتی ہے خدا کے بندوں کے دکھ دور ہونے چاہئے یہی ہمارا مقصد حیات ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس ذریعہ سے وہ صداقت کو نقصان پہنچائیں ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو نقصان پہنچائیں اور یہ کوشش کریں کہ لوگوں کے دل احمدیت سے ہٹ جائیں اور وہ پھر یا واپس ہندو ہونا شروع ہو جائیں یا کم از کم احمدیت سے ارتداد اختیار کر کے کوئی اور فرقہ قبول کرلیں۔ اگر یہ ان کی نیت ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس میں وہ یقیناً ناکام رہیں گے۔ پہلے بھی ایسی کوششیں ہو چکی ہیں پہلے بھی وہ ناکام رہے ہیں۔ جن لوگوں کو ہم نے لالچ دے کر بنایا ہی نہیں وہ لالچ سے ان کے ہاتھ آنے والے بھی نہیں ہیں۔ اگر پیسہ دے کر بنایا ہوتا تو پیسہ ان کو کھینچ کر لے جاتا لیکن ان کو تو ہم نے اس طرح مسلمان بنایا ہے کہ اسلام کی محبت ان کے دل میں پیدا کی ہے۔ خدائے واحد و یگانہ کا ایمان اور یقین ان کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔ ان کے اوپر بھی اس رنگ میں اس آیت کا اطلاق پاتا ہے کہ انتہائی غریب لوگ ہونے کے باوجود ہم نے ان کو چندوں پر آمادہ کیا اور انہوں نے چندوں میں شامل ہونا شروع کر دیا۔

میں نے خود بھی اس علاقے کا دورہ کیا اور ان کو میں نے یہ پیغام دیا کہ دیکھو ہم تمہیں انسان بنانے کے لئے آئے ہیں، انسان سے جانور بنانے کے لئے نہیں آئے۔ تمہارے اندر بعض خوبیاں پائی جاتی ہیں ہم ان کو تباہ کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ خوبیوں کو مزید چمکانے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے روٹی اگر تم نے مانگنی ہے تو بے شک امریکہ سے مانگو مگر اخلاق حسنہ ہم تمہیں دیں گے۔ خدا کی راہ میں ایثار کے آداب اور طریق ہم تمہیں سکھائیں گے۔ اس لئے جماعت احمدیہ تو بجائے تمہیں دینے کے یہ کہنے آئی ہے کہ خدا کی راہ میں تم بھی چندے دینا شروع کرو، تم میں بھی اپنے اندر ایک عزت کا احساس پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے نومسلموں

نے چندے دینے شروع کئے اگر چہ تھوڑے سے اپنی غربت کے حالات کے مطابق لیکن دینے ضرور شروع کئے۔

وقف جدید کو میں اس سال اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ ان کی ضرورتیں پورا کرنے کے لئے خواہ لاکھوں بھی خرچ کرنا پڑے ان کو خرچ کرنا چاہئے ، جائز ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اور جس طرح پہلے ہم کرتے تھے، قرض دیتے تھے تا کہ بھیک مانگنے کی عادت نہ پڑے۔عمومی طور پر قرض کا طریق ہی رکھیں، سہولت دیں کہ جب خدا ان کو توفیق دے وہ اس کو واپس کریں۔لیکن جہاں انفرادی ضرورت ہے ایک احتیاج کی جس طرح کے دوسرے علاقوں میں قرض کی بجائے صدقات اور زکوۃ میں سے دیا جاتا ہے ان کا اپنا حق ہے ان کو ملنا چاہئے۔لیکن ساتھ ہی اس بنیادی نقطے کو نہیں بھولنا چاہئے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ان کو ضرور ڈالنی ہے۔اس کے بغیر ان کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا، اس کے بغیر اسلام کا پورا وجود بنتا نہیں ہے۔جیسے ایک ٹانگ کے بغیر بھی انسان کہلا سکتا ہے مگر پورا وجود نہیں بنتا۔اسی طرح خدا کی راہ میں مالی قربانی کئے بغیر مومن کا وجود پورا بنتا ہی نہیں۔

اس لئے ان پر رحم کریں اور حتی المقدور کوشش کریں کہ جتنے نومسلم پہلے آئے تھے وہ بھی اور جتنے نئے شامل ہیں وہ ضرور خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ دیں۔ جب وقت آئے گا ان کی امداد بھی ہوگی لیکن امداد کے وقت بھی ان کو ایسا چسکا ڈال دینا چاہئے قربانی کا کہ اس امداد میں سے بھی وہ کچھ خدا کی راہ میں پیش کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔قادیان میں ایسے بڑے بڑے خوبصورت واقعات رونما ہوتے رہے ہیں کہ ایک غریب مہاجر جو خالصۃً جماعت کے عطا کردہ چندے پر پل رہا تھا جب تحریکات کرتے تھے حضرت مصلح موعودؓ تو اسی چندے سے بچا کہ دیا کرتا تھا اسی عطیہ سے بچا کر دیا کرتا تھا۔

ایک خاتون سے متعلق واقعہ پہلے بھی سنا چکا ہوں۔اس نے دو آنے پیش کئے شُدّھی کی تحریک کے وقت، اس حالت میں کہ آنسو جاری تھے آنکھ سے اور کہہ رہی تھی کہ یہ شلوار بھی جماعت کی ہے، یہ قمیض بھی جماعت کی ہے، یہ دوپٹہ بھی جماعت کا ہے، میرا سب کچھ جماعت کا ہے یعنی جماعت نے مجھے دیا ہے اور یہ دو آنے جو میں پیش کر رہی ہوں یہ بھی جماعت نے مجھے دیئے تھے۔اس رنگ میں اس نے یہ قربانی کی کہ حضرت مصلح موعودؓ کے دل پر اس طرح ثبت ہو گیا اس کا یہ حسن کہ بارہا اس

کو بیان فرماتے رہے کہ کتنا عظیم الشان واقعہ رونما ہوا تھا اس وقت۔

بعض لوگ شاید غور نہیں کرتے اس بات پہ کہ یہ واقعہ جو ہے یہ عملاً ہم سب کی زندگی میں روزانہ رونما ہوتا ہے۔ جب ہم خدا کو دیتے ہیں تو یہ سمجھ کے دینا چاہئے ، اگر یہ سمجھ کے دیں گے تو ہم میں سے ہر ایک کی ہر قربانی حسین ہو جائے گی کہ اے خدا! یہ جو میں تیرے حضور پیش کر رہا ہوں یہ آپ ہی کا ہے آپ ہی نے تو دیا تھا، میرا تو سارا وجود آپ کا ہے، میرا گھر، میرے بچے، میرے اہل و عیال، میرے رشتہ دار، میری تمام وہ چیزیں جن سے میں فائدہ اٹھاتا ہوں، جن سے زندگی کا لطف لیتا ہوں، سب کچھ تو نے دیا ہے۔ مجھے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ میں تیرے حضور کچھ پیش کر رہا ہوں مگر دل کی تمنا ہے، میں مجبور ہوں اس لئے اسے قبول فرما۔ روزانہ ہم یہی کرتے ہیں لیکن خیال نہیں آتا اور اکثر لوگ یہ بھول کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دے رہے ہیں خدا کو کچھ۔ خدا کو کون دے سکتا ہے؟ ہماری مثال تو اس غریب پٹھان مہاجر عورت سے بھی کئی گنا آگے ہے اس جہت میں۔ اس کو تو جو کچھ جماعت نے دیا تھا اس کے علاوہ وہ شاید سوت کات کے کچھ خود بھی کما لیتی۔ مگر انسان اور خدا کی نسبت جو ہے اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے جو خدا کے سوا کسی اور طرف سے ہمیں ملتا، جو ہم کماتے ہیں وہ بھی اس کے فضل سے ہی کماتے ہیں۔

تو اگر اس پہلو سے آپ وقف جدید کی قربانیوں میں یا دوسری قربانیوں میں آگے حصہ لیں تو پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کتنا پیار کا سلوک فرماتا ہے۔ مصلح موعودؓ کے دل پر وہ واقعہ ثبت ہو گیا، ہمیشہ کے لئے ایک نقش جمیل بن گیا۔ تو مومن کی ہر ادا خدا کے اس قلب صافی پر، میں قلب صافی کا لفظ محاورے کے طور پر استعمال کر رہا ہوں ورنہ خدا کا تو کوئی قلب نہیں لیکن عرش ہے ایک، وہ اس کا بھی ظاہری وجود نہیں، پس ان معنوں میں کہ بندہ مجبور ہے، خدا کے لئے وہ لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہے جو خدا کی ذات پر استعمال ہو نہیں سکتے مگر ان کے سوا ملتے بھی کچھ نہیں۔ تو اس طرح **جماعت احمدیہ عالمگیر اس عورت کی قربانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس کی ادا کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اس نے وقت کے امام کے دل پر گہرا اثر کیا تھا، اپنے خدا کے حضور قربانیاں پیش کرتی رہے کہ خدا کے قلب صافی پر جماعت کی قربانیوں کے حسین نقش جمتے رہیں اور جس طرح اس اندھیرے میں ہونے والے مچاکوں کا مزہ آسمان پر خدا اٹھا رہا تھا اس طرح ہمارے**

سب کے دل میں گزرنے والے جذبات کا مزہ آسمان پر عرش پر خدا اٹھانے لگے۔ اور وہ کہے اے میرے بندو! میری تم پر تحسین اور پیار کی نظر ہے جو کچھ تم دے رہے ہو میں سب قبول کرتا ہوں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

کچھ نماز جنازہ غائب کے اعلانات ہیں سب سے پہلے تو یہ خبر جماعت کو میں افسوس سے سناتا ہوں ہمارے ایک بہت ہی مخلص خادم دین سالکین صاحب جو جماعت احمدیہ سنگاپور کے امیر تھے وہ وفات پا گئے ہیں کل صبح۔ دل کے مریض تھے اس کے باوجود جماعت کا کام کرتے رہے، تو دل کا ہی دورہ ہوا دوبارہ یعنی دل کی حالت بڑی دیر سے زخمی حالت تھی اور کسی وقت بھی ان کو خطرہ تھا لیکن وہ کام سے نہیں رُکے کبھی۔ ایک دفعہ ان کی بچی کا ربوہ میں خط آیا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان کا حال کیا ہے اور کئی دفعہ ہم سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کام ذرا تھوڑا کر لیں اگر چھوڑ نہیں سکتے۔ انہوں نے لکھا ہے کسی قیمت پہ تیار ہی نہیں ہوتے، وہ کہتے ہیں جماعت کا کام میں نہیں چھوڑ سکتا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ توفیق دی جس مسجد بنانے کی انکی تمنا تھی بڑی دیر سے، وہ مکمل ہوئی اور بڑی خوبصورت مسجد تیار ہوئی، پھر اس کو دیکھا، استعمال کیا، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اور برکتیں دیں جماعت کو، تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا جو بڑی دیر سے رکا ہوا تھا۔ تو ایک کامیاب زندگی گزار کہ وہ رخصت ہوئے ہیں لیکن اتنی عمر نہیں تھی کہ جس پر انسان سمجھے کے رخصت ہونے کی عمر آ گئی تھی۔ اگر یہ دل کی بیماری نہ ہوتی یا اللہ کی تقدیر جو بھی ہے کیا کہنا چاہئے، بہر حال وہ جدا ہوئے ہیں ہمارے دل کو حزیں بنا کے ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اور ان کے ساتھ مکرم فقیر محمد صاحب جو موصی تھے کُنری سندھ کے رہنے والے یہ وہ دوست ہیں جن کا میں نے ذکر کیا تھا کہ بہت لمبی عمر ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ جب پہلی دفعہ میں ان سے ملا ہوں اس وقت بیان کیا جاتا تھا کہ ایک سو پندرہ سال کی عمر ہے لیکن اگر وہ اتنی نہ بھی ہوتی تو یہ تو پتا لگتا تھا کہ سو سال سے اوپر ہیں بہر حال اور اس واقعہ کو بھی پندرہ بیس سال ہو چکے ہیں۔ ان کا خدا تعالیٰ نے دماغ صاف رکھا تھا بالکل۔ جو رپورٹ آئی ہے اس میں بھی لکھا ہوا ہے کہ آخری وقت تک دماغ بالکل صاف تھا اور پوچھتے تھے میرا کہ وہ کب واپس آئے گا۔ ان کے دل کی بڑی تمنا تھی کہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھاؤں۔ دوسرے ان میں ایک خاص دلچسپ ادا یہ تھی کہ اپنا کفن بنوا کے اور بعض

دفعہ آب زم زم میں ڈبو کر اس کو اور اِسی طرح اپنا تابوت بنوا کر رکھا کرتے تھے اور اتنی دیر ہو جاتی تھی تابوت اور کفن کو پڑے پڑے کہ کئی دوسرے فوت ہو جاتے تھے اور یہ زندہ رہتے تھے۔ تو بعض دفعہ اچانک ضرورت کے وقت ان کے عزیز ان کا بنایا ہوا تابوت اور کفن دوسروں کو دے دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھ سے شکایت کی، ویسے تو سب بڑے خدمت گزار ہیں بچے، یعنی عزیز تھے ان کے اپنے بچے تو نہیں تھے، کوئی شکوہ نہیں لیکن ایک شکایت ہے ان کو ذرا سمجھائیں یہ میرا کفن لوگوں کو دے دیتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کفن آپ کا کس طرح دے دیتے ہیں کیا مطلب ہے آپ کا؟ پھر انہوں نے بتایا واقعہ کہ اس طرح میں کفن بنواتا ہوں اور تابوت بنواتا ہوں اور یہ لوگوں کو دے دیتے ہیں اور کہیں یہ نہ ہو میری موت آئے تو اس وقت کچھ بھی نہ تیار ہو۔ تو کئی کفن ان کے گزرے کئی تابوت بنے بالآخر اللہ کی تقدیر آئی اور ان کو لے گئی، اللہ ان کو اعلیٰ جنت میں جگہ دے انکی نمازِ جنازہ بھی ابھی ہوگی۔

حبیب بھگیلو صاحب ہیں ماریشس کے ان کے متعلق بھی جماعت کے دوستوں نے درخواست کی ہے۔ مکرمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری چراغ دین صاحب، یہ ہمارے چوہدری عبدالغفور صاحب صدر حلقہ لیمنگٹن سپا (Liamington Spa) کی والدہ محترمہ تھیں۔ محمد بی بی صاحبہ موصیہ تھیں مکرم چوہدری وحید سلیم صاحب آف لاہور کی والدہ تھیں۔ چوہدری وحید سلیم صاحب کو خدا تعالیٰ ماشاء اللہ اچھی جماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا ہے، بہت اچھے وکیل ہیں اور یہ ہمارے ہادی علی صاحب کے والد، لکھا ہوا ہے، فرزند علی صاحب کی ہمشیرہ تھیں یعنی ہادی علی کی پھوپھی۔ تو ان سب کی نماز جنازہ انشاء اللہ نماز عصر کے بعد ہوگی۔